شیطان کی مخفی اغواء کاریاں

ضلالت' بدعت اور غلو

مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ' وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ (النساء ۱۱۸-۱۱۹)

"(ابلیس لعین نے خدا تعالیٰ سے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت حاصل کر کے اسے چیلنج کرتے ہوئے) کہا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ بندوں کا اپنے لئے خاص کر لوں گا اور انہیں گمراہ کروں گا اور توقعات دلاؤں گا اور حکم دوں گا' پس وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور انہیں حکم دوں گا اور وہ اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو بدل دیں گے۔ اور جو شخص شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا تو وہ کھلے نقصان میں غرق ہوا"۔

لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا : کا ایک مفہوم یہ ہے تیرے بندوں میں سے خاص اپنے لئے کر لوں گا' یہ کافر و منکر ہیں۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ تیرے بندوں کی تابعداری (بحذفِ مضاف) میں سے ایک حصہ میں حاصل کر لوں گا' یعنی تابعداری میں شرکت کروں گا۔ یہ فاسق و فاجر مسلمان ہیں۔

لَاٰمُرَنَّهُمْ : "وسوسہ ڈالوں گا" کہنے کے بجائے "حکم دوں گا" کہا۔ اس تعبیر میں وہ تکبر کا اظہار کر رہا ہے اور اپنے بہکاوے میں آنے والوں کو اپنا غلام ظاہر کر رہا ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل (۶۲) میں قرآن حکیم نے شیطانی چیلنج کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں : "لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗ اِلَّا قَلِيلًا"۔۔ یعنی اگر تو

مجھے قیامت تک کی مہلت دے دے تو میں آدم کی اولاد کے منہ میں لگام دے کر اسے اپنے قابو میں کر لوں گا۔ شیطان نے اس استعارہ (احتناکٔ) میں اولادِ آدم کو اپنی سواری کے گھوڑے سے اور خود کو سوار سے تشبیہ دی ہے۔ حناک عربی میں لگام کو کہتے ہیں۔ نفسانی خواہشات کی حیثیت لگام کی ہے' خواہشات کے ذریعہ ہی وہ اولاد آدم کو اپنے قابو میں رکھتا ہے۔

نَصِيبًا مَّفْرُوضًا : "مقرر حصہ" یہ اشارہ تقدیری فیصلہ کی طرف ہے یعنی خدا تعالیٰ پر الزام لگا رہا ہے کہ جو کچھ تو نے لکھ دیا ہے وہی کروں گا۔

ضلالت اور تغییر--- دو قسم کی گمراہیوں کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ "ضلالت" سے ان گمراہیوں کی طرف جو دین سے باہر بے دینی اور بے عملی کے دائرے میں داخل ہیں' جیسے عقائد میں شرک' عبادات میں ترک صلوٰۃ و صوم' معاملات میں خیانت' اخلاق میں بے رحمی اور سیاست میں ظلم۔ اس قسم کا تعلق "عِبَادَكَ" کے پہلے مفہوم سے ہے۔

تغییر سے اشارہ ہے ان گمراہیوں کی طرف جو دین کے دائرہ میں داخل ہیں اور دین کے اندر رہ کر دین کے چہرے مہرے کو بگاڑتی ہیں۔ جیسے احداث فی الدین یعنی بدعت' غلو فی العبادۃ یعنی خدا کی عبادت (حقوق اللہ) میں اتنا غلو اور اتنی شدت اختیار کی جائے کہ حقوق العباد میں کوتاہی ہونے لگے۔ غلو فی الحقوق یعنی ماں باپ کی محبت اور خدمت میں اتنا غلو اور بے اعتدالی اختیار کی جائے کہ بیوی بچوں کے حقوق میں کوتاہی صادر ہونے لگے۔ غلو فی المحبت یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مقبولان حق کے ساتھ محبت کرنے میں شرعی حدود سے تجاویز کیا جائے۔

مذکورہ تفسیر میں "خلق اللہ" سے اللہ کا دین جو اللہ کا مقرر کردہ ہے مراد لیا گیا ہے اور یہ تفسیر اکثر مفسرین صحابہ و تابعین نے اختیار کی ہے کیونکہ سورۃ الروم (۳۰) کے مطابق ہے : فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا 'لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ

بعض حضرات نے ظاہری ساخت کے معنی اختیار کئے ہیں کیونکہ ایک حدیث میں چہرہ کی خوبصورتی کے لئے دانتوں میں جھریاں بنانے والی عورتوں (متفلجات) کو

المغیرات لخلق اللّٰہ (خدا کی ساخت کو بدلنے والی عورتیں) کہا گیا ہے (ابن کثیر ص ۵۵۶) لیکن دونوں مفہوم جمع کئے جاسکتے ہیں، کوئی تضاد نہیں ہے۔

پہلی قسم کی گمراہی عوام میں پھیلاتا ہے اور دوسری قسم کی گمراہی کا نشانہ دین داروں (علماء و صوفیاء) کو بناتا ہے اور اسی میدان میں وہ وسوسہ اندازی کے فن کا کمال دکھاتا ہے، اس لئے شیطان کی اس باریک اور مخفی کارستانی کو صاحب نظر شیخ ہی سمجھ سکتا ہے۔ سطحی قسم کے دین دار اس وسوسہ کو توفیق الٰہی سمجھ بیٹھتے ہیں۔

اکلِ حرام کے ساتھ عبادت کا غلبہ کیوں؟

حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے غلو فی العبادہ کی ایک نہایت سبق آموز حکایت بیان فرمائی ہے۔ ایک مجلس میں شیخ علیہ الرحمہ اکل حلال اور اکل حرام کے درمیان ایک حکایت کے حوالہ سے بڑا عجیب و غریب فرق بیان کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں اکلِ حرام کے اثرات کے بارے میں کہا گیا ہے :

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لایدخل الجنةَ جسدٌ غُذِی بِالحَرام

(مشکوٰۃ ص ۲۴۳ بحوالہ بیہقی)

"وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کو حرام غذا کھلائی گئی ہو"۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

من اشترٰی ثوبًا بعشرة دراهم وفیه درهمٌ حرام لم یقبل الله له صلوةً مادام علیه، ثم ادخل اصبعیه فی اذنیه وقال صُمّتَا اِن لم یکن النبی صلی الله علیه وسلم سمعتُه یقوله (مسند احمد)

"جس شخص نے دس درہم کا ایک کپڑا خریدا جن میں ایک درہم حرام کا تھا تو جب تک یہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔"

حضرت ابن عمرؓ نے پھر اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور فرمایا "میرے یہ دونوں
کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے یہ ارشاد حضورؐ سے نہ سنا ہو"۔

علماء کرام نے لکھا ہے کہ ایسی نماز جو حرام سے حاصل کئے ہوئے کپڑوں میں ادا کی جائے وہ فتوے کے اعتبار سے تو ادا ہو جائے گی لیکن عند اللہ قبول نہیں ہو گی یعنی اس کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ فقہ میں حلال کپڑوں کی شرط نہیں ہے' پاک کپڑوں کی شرط ہے۔

ان ارشادات نبویؐ سے معلوم ہوا کہ کسب حرام اور وہ پیشے جو شرعاً ناجائز ہیں یا جو کمائی جھوٹ اور دھوکہ دینے کی وجہ سے ناجائز ہو جاتی ہے اس سے پرورش پانے والا جسم گندہ اور تاریک ہے' وہ جنت جیسے پاکیزہ اور نورانی مقام میں داخل ہونے کے قابل نہیں ہے' اس جسم سے ادا کی جانے والی عبادت اخلاص اور رضائے الٰہی کے جذبے سے معمور نہیں ہو سکتی۔ پاکیزہ جسم میں پاکیزہ جذبات پیدا ہوتے ہیں' گندے جسم میں گندے خیالات جنم لیتے ہیں۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا :

> الَا وَاِنَّ فی الجسدِ مضغةً اذا صلحت صلح الجسد کلّه واذا فسَدت فسدت الجَسدُ کلّه ---اَلاوَھی القَلب (متفق علیہ ، مشکوۃ ۲۴۰)
>
> "خبردار رہو! جسم کے اندر گوشت کا ایک لوتھڑا ہے' جب وہ ٹھیک رہتا ہے تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار! وہ قلب ہے"۔

یہ حدیث ایک تمثیل ہے' شریعت کی اصطلاح میں قلب (دل) اور صدر (سینہ) سے باطنی قوت مراد ہے۔ دو قوتوں کا نام انسان ہے' ایک جسمانی قوت' دوسری باطنی قوت۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مثال دے کر بتا رہے ہیں کہ اگر گوشت والا دل بیمار ہو جائے تو سارا جسم بیمار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر انسان کی اندرونی قوت' اس کا ارادہ' اس کے جذبات بگڑ جاتے ہیں تو سارے جسم کے افعال بگڑ جاتے ہیں۔ باطنی خیالات کی پاکیزگی ایک پاکیزہ جسم سے تعلق رکھتی ہے اور پاکیزہ جسم پاکیزہ غذاؤں سے تعلق رکھتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ناجائز کمائی کھانے والا انسان ایک بڑا عبادت

گزار کیسے ہو سکتا ہے---؟ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شرابی' جواری' ڈھنڈاری' روزہ نماز کی معمول کے مطابق عبادت گزاری کرتا ہے حالانکہ اس کے پیٹ میں لقمہ حرام جا رہا ہے' اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن ایک ایسا شخص عبادت گزاری میں ولی نظر آئے' یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ قرآن کہتا ہے :

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ (عنکبوت : ۴۵)

"نماز بے شرمی کے کاموں اور گناہوں سے روکتی ہے"۔

اور ایک شخص لقمۂ حرام میں مبتلا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی ایک بڑا عبادت گزار بھی ہے۔ یہ کیسے ہوا؟۔

شیخؒ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان شخص حضرت ابراہیم ابن ادھم بلخیؒ کا مرید ہوا اور پھر عبادت گزاری میں اس نے نہایت بلند مقام حاصل کر لیا' حضرت ابراہیمؒ کو اس کی عبادت گزاری پر بڑا رشک ہوا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے کہ میں تارکِ دنیا ہو کر بھی عبادت کے اس بلند مقام پر نہ پہنچ سکا۔

"بعد ازاں بنورِ ضمیر روشن خود معلوم کرد کہ آں ہمہ شیطانی است آں جوان ہمہ لقمہ ناوجہ مے خورد و شیطان او را بداں طاعت مے داشت---

یعنی حضرت ابراہیمؒ کو اپنے روشن ضمیر کے ذریعہ معلوم ہوا کہ یہ سب شیطان کی کارستانی ہے' وہ نوجوان ناجائز کمائی کھاتا ہے اور شیطان نے اس برائی کی طرف سے غافل رکھنے کے لئے اسے نماز روزہ اور ذکرِ الٰہی کی طرف لگا دیا ہے' تاکہ وہ اس فعل حرام کی طرف متوجہ نہ ہو۔

حضرت ابراہیمؒ نے اس کا عملی علاج تجویز کیا اور اسے ہدایت کی کہ تم آج سے میرے ساتھ کھانا کھایا کرو۔ اسے اس فعل پر زبانی تنبیہ نہیں کی۔ ابراہیم ابن ادھم لکڑیاں فروخت کر کے گزر بسر کرتے تھے' اس نوجوان نے اپنے پیر کے ساتھ کھانا شروع کر دیا۔

آں غلبہ طاعت بے اصل او فرو نشست' باندک عبادت باز آمد' چنانکہ نماز فرض بحیلہ گزاردن گرفت تاکار آں جواں ساختہ شد و بصدق آمد (جلد اول مجلس ۳۴ ص ۳۱۴)

اب اس نوجوان کی بے اصل عبادت کا غلبہ ختم ہو گیا' فرض نمازوں میں بھی سستی پیدا ہونے لگی۔۔۔۔ پھر وہ اصلی حالت پر لوٹ آیا اور اس کے اندر سچائی پیدا ہو گئی۔۔۔ پھر شیخ علیہ الرحمہ نے شیخ کامل کی تربیت کی اہمیت کے بارے میں فرمایا :

"ایں سر کہ سرہمہ سعادتہاست بیروں دار' گفت' شیخ برائے ایں کارے باید۔۔۔
بعد ازاں ہمہ ایں معنی ایں فائدہ فرمود کہ طاعت اندک باشد گو صدق بسیارے باید!

یہ بنیادی بات تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے کہ شیخ طریقت کی تربیت کا مقصد یہ ہے کہ وہ نفس کی کمزوریوں پر نظر رکھتا ہے اور نفسانیت کے شیطانی مکرو فریب کی باریکیاں سمجھتا ہے اور طالب و مرید کو ان سے بچاتا ہے اور اسے مقام اخلاص پر پہنچا دیتا ہے۔۔۔۔ پھر فرمایا :
"اطاعت و عبادت تھوڑی ہو مگر اخلاص کے ساتھ ہو"۔

شیخ علیہ الرحمہ کی بیان کردہ حکایت میں چند باتیں قابل تشریح ہیں۔

(۱) قرآن کریم میں شیطان (سرکش ہستی) کا اطلاق شرو فساد برپا کرنے والے گمراہ جنات اور مفسد انسانوں دونوں پر کیا گیا ہے' گمراہ جنات برے وسوسے اور گندے خیالات دل میں ڈال کر حق سے گمراہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے انہیں وسوسہ اندازی کی قوت دی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے نظام آزمائش کی مصلحت ہے' جس پر زبان کھولنا خدا تعالیٰ کی شان کبریائی میں سوءِ ادب ہے۔ گمراہ انسان غلط رہنمائی اور گمراہ کن مشوروں کے ذریعہ انسان کو صحیح راہ سے بچلاتے ہیں۔

(۲) شریعت ایک مرتب اور مربوط قانون حیات ہے' جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد بڑی ترتیب سے نافذ کئے گئے ہیں۔ اگر ایک شخص اپنی پسند اور اپنے ذوق سے اس ترتیب کے خلاف چلتا ہے تو وہ شریعت کا مجرم ہے۔ مثال کے طور پر یہ سمجھئے کہ ہر مسلمان پر خدا کی عبادت کے لئے پانچ وقت کی نماز فرض ہے اور اس کے اوقات متعین ہیں اور اسی کے ساتھ اہل و عیال کی پرورش کے لئے معاشی جدوجہد' تجارت' حرفت اور زراعت کی ذمہ داری اس کے اوپر عائد کی گئی ہے۔ اب اگر ایک شخص محنت مزدوری کے اوقات میں نوافل گزاری شروع کر دے اور کسب حلال کے لئے ہاتھ پیر ہلانے کے بجائے ذکر الٰہی میں

مشغول رہے تو شریعت اسے گناہ گار قرار دے گی۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبرؐ کہ بر رزق اے فتا
در فرو بست ست و بر در قفلہا
عالم اسباب و رزقے بے سبب
ے نیابد پس مہم باشد طلب

یعنی پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ رزق و روزی تالوں کے اندر بند ہے اور یہ عالم اسباب ہے' یہ بے سبب و بے محنت کے کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک نوجوان کو شب بیداری کے لئے کثرت سے مسجد نبوی میں آتے جاتے دیکھا۔ آپؓ نے ایک روز اسے ٹوک دیا اور فرمایا : تم اتنی شب بیداری کے ساتھ ماں باپ اور بیوی بچوں کی کفالت کے لئے محنت مزدوری کس طرح کرتے ہو؟ اس نوجوان نے کہا' امیر المومنین! مجھ پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد خوفِ آخرت کا غلبہ ہو گیا ہے۔ قرآن کریم نے دو چیزوں کو عذاب الٰہی سے ڈھال قرار دیا' ایک رسول پاک ﷺ کی ہستی کو اور دوسرے توبہ و استغفار کو (سورۂ انفال) حضور ﷺ وصال فرما گئے' اب ایک توبہ و استغفار رہ گیا ہے' جس میں میں نے اپنے آپ کو مشغول کر دیا ہے۔

روایت اسی قدر ہے' لیکن امیر المومنین عمرؓ نے اس نوجوان کی خلش اور اس کے اضطراب کو دور کرنے کے لئے ضرور کسب حلال کی روحانی و اخروی برکتوں کی طرف متوجہ کیا ہو گا۔ صرف ایک ہی ارشاد گرامی رسول پاک ﷺ کا اس بارے میں کافی ہے --- فرمایا :

نعم العون علی التقوی المال (کنز العمال)

"پرہیز گاری کا بہترین معاون و مدد گار مال و دولت ہے"۔

(۳) شیاطین الانس اور شیاطین الجن دونوں شریعت سے ہٹانے کے لئے فریب اور مکاری کا یہ راستہ اختیار کرتے ہیں کہ اہم فریضہ سے غافل کرنے کے لئے غیر ضروری اور بے موقع نیکیوں کی ترغیب دیتے ہیں۔ بے موقع اور غیر ضروری نیکیوں کو فضائل و محاسن

سے مزیّن کر کے اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ انسان موقع و محل کے لحاظ سے اصل ذمہ داریوں سے غافل ہو جاتا ہے۔ علماء کرام نے وضاحت کی ہے کہ عام مسلمانوں کے سامنے' جن کے اندر غریبوں کی تعداد زیادہ ہو' حج بیت اللہ کے فضائل پر تقریریں نہ کی جائیں' کیونکہ اس سے غریبوں کے اندر حج کا شوق پیدا ہو گا اور وہ ضروری ذمہ داریوں کو نظر انداز کر کے حج کے لئے جانے کی کوشش کریں گے۔ (حج کے احکام مفتی محمد سعید صاحب مظاہر العلوم سہارنپور)

حضرت ابراہیم ادھمؒ کا خاص سلوک!

مشائخ تصوف میں سلوک (روحانی ترقی کی کوشش) کے مختلف انداز رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ بلخ کا تاج و تخت چھوڑ کر تصوف کی راہ پر گامزن ہوئے تھے اس لئے آپ کا سلوک اکل حلال پر زور دینا تھا اور اسی اکل حلال سے آپ مرید کے اندر روحانی انوار پیدا کر دیا کرتے تھے۔ شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ نے ایک مجلس میں فرمایا:

لوگوں نے حضرت ابراہیم ابن ادہم سے سوال کیا کہ اسم اعظم کیا ہے؟---جواب دیا:

"معدہ را از لقمہ حرام پاک دار و دل را از محبت دنیا خالی کن بعد ازاں بہر اسے کہ خدائے را بخوانی آں اسم اعظم است"

یعنی اسم اعظم یہ ہے کہ معدہ کو لقمہ حرام سے پاک رکھا جائے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب دل دنیا کی محبت سے خالی ہو' پھر جس نام سے بھی اسے پکارا جائے وہی نام اسم اعظم (خدا کا بڑا نام) ہے۔ (جلد ۵ مجلس ۵' ص ۵۲۰)

مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب

کے دروس اب بزبان انگریزی بھی دستیاب ہیں

جولائی 94ء میں نیو جرسی (امریکہ) میں منعقدہ قرآنی کیمپ میں

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے یہ دروس ریکارڈ کروائے تھے

مکمل سیٹ 32 ویڈیو کیسٹوں پر مشتمل ہے

------- برائے رابطہ -------

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

36-کے' ماڈل ٹاؤن لاہور' فون : 2-5869501